اسلامی نظامِ تعلیم کے بنیادی خدوخال

سید عزیز الرحمٰن☆

اسلامی نظامِ تعلیم ایک ہمہ جہت تعمیری و انقلابی تعلیم کا خواہاں ہے، ایسی انقلابی تعلیم کا جس کے جلو میں سیاسی ہنگامہ خیزی اور فکری آزادروی پروان چڑھتی ہے، بلکہ جو ہمہ نوع و ہمہ جہت مثبت و تعمیری تبدیلیوں کا سبب و ذریعہ بنتی ہے، اس کے بنیادی خدوخال پیش کرنا خود ایک طویل مقالے کا موضوع ہے، ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کے چند اہم نکات پیش کیے جاتے ہیں۔

تعلیم

لفظ تعلیم مادۂ علم سے باب تفعیل سے ہے، اس کے معنی ہیں علم دینا، اور دوسروں کو سکھانا، اس کے معنوی مفہوم میں بار بار اور کثرت سے خبر دینا شامل ہے، جس سے اس کا مفہوم متعلم کے ذہن میں محفوظ ہو جائے۔[1] پروفیسر سید محمد سلیم فرماتے ہیں ''تعلیم لکھنے اور پڑھنے کا نام نہیں، اس کو تو خواندگی (Literacy) کہتے ہیں، یہ تو ایک قسم کی ہنرمندی اور کاریگری ہے، یہ تو دنیا کی تمام قوموں میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے، تعلیم صنعت و حرفت کا نام بھی نہیں ہے، اس کو کارروائی اور کارآموزی (Instruction) کہتے ہیں۔...... تعلیم محض سائنس اور آرٹس کی معلومات حاصل کرنے کا بھی نام ہے، یہ معلومات کی ذخیرہ اندوزی ہے...... تعلیم خواندگی، ہنرمندی معلومات اندوزی سے بہت ارفع اور اعلیٰ شئی ہے، تعلیم ایک خاص نظریۂ حیات کو فروغ دینے کا نام ہے، مخصوص اندازِ فکر و نظر اختیار کر لینے کا نام ہے، انسانی زندگی کے مختلف مظاہر کو ایک خاص انداز سے برتنے کا نام ہے، مظاہر کائنات کو ایک خاص رخ سے دیکھنے کا نام ہے، تعلیم قومی نظریۂ حیات سے طالب علموں کے ذہنوں کو مزین کر دینے کا نام ہے۔[2]

تعلیم کے لیے انگریزی میں لفظ ایجوکیشن (Education) استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی تعلیم و تربیت اور تہذیب ہیں۔[3] اور اس کا مصدر ایجوکیٹ (Educate) ہے۔ جس کے معنی ہیں تربیت دینا۔[4]

☆ ریسرچ اسکالر، کلیۂ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی و نائب مدیر ششماہی السیرہ العالمی، کراچی

یہ اصل میں لاطینی زبان کے لفظ (Edex) بہ معنی نکالنا اور (Duler-Dul) بہ معنی راہنمائی سے ماخوذ ہے۵ اور اس کے معنیٰ معلومات جمع کرنے اور مخفی صلاحیتوں کو نکھارنے کے بنتے ہیں۔ انسائی کلوپیڈیا آف ڈیکشنریز کے بقول تعلیم انسانی ذہن اور مختلف اعضا کو مہذب و تربیت یافتہ بنانے کا نام ہے۔٦ اس تشریح کی روشنی میں جان ملٹن کی تعریف ملاحظہ کیجئے وہ کہتا ہے ''میرے نزدیک مکمل اور شریفانہ تعلیم وہ ہے، جو انسان کو بحالت جنگ و امن اپنی اجتماعی و نجی زندگی کے فرائض دیانت و مہارت اور عظمت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ ۷

تعلیم کی اہمیت اسلام کی نظر میں

اسلام تعلیم کو جو اہمیت دیتا ہے، وہ کسی اور چیز کو نہیں دیتا، تعلیم بنیادی انسانی ضروریات میں سے ہے اور اس کی کثیر الجہت اہمیت خود اس امر کی متقاضی ہے کہ اسے بھر پور توجہ کا مستحق قرار دیا جائے۔ ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہونے کے ناتے بھی ہمارے لیے لازم ہے کہ تعلیم کو بھر پور اہمیت دیں، کیوں کہ ایک نظریاتی ریاست کو بیک وقت دو محاذوں پر نبرد آزما ہونا پڑتا ہے، ایک تو فوجی دفاع کا محاذ دوسرا نظریاتی سرحدوں کا محاذ، دوسرے محاذ میں اس ریاست کے نظریات کے تناظر میں تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی، مذہبی و دینی روایات، افکار و اقدار اور اعتقادات کا تحفظ شامل ہے، یہ محاذ اس لیے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر حملہ خواہ باہر سے ہو یا اندر سے اس کا مقابلہ جدید عصری شعور سے بہرور اور اپنی دینی و مذہبی و ثقافتی تعلیمات و روایات سے مکمل طور پر بہرمند افراد ہی کر سکتے ہیں جس کے لیے تعلیم از بس ضروری ہے، اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ ہمیں نظام تعلیم کس نوع کا درکار ہے؟

علم کا حصول تخلیقِ انسانی کا ایک اہم جز ہے، یہی وہ جوہر ہے جس کی بنا پر انسان کو نوری مخلوق فرشتوں پر بھی فضیلت عطا ہوئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وإذا قال ربک للملئكة انی جاعل فی الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من يفسدُ فيها و يسفک الدمآء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم مالا تعلمون ٥ وعلم ادم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملئكة فقال انبونی باسماء هولاء ان كنتم صٰدقين٥ ۸

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ وقت یاد کیجیے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، انھوں نے (فرشتوں نے) کہا کہ کیا اس (زمین) میں ایسے شخص کو (خلیفہ) بنائے گا جو اس میں فساد اور خونریزی کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور اس پر تیری حمد بھی کرتے ہیں کہ تو نے ہمیں اپنی تسبیح کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک (ان اسرار کو) میں جانتا ہوں، جن کو تم نہیں جانتے، اور اس (اللہ تعالیٰ) نے آدم کو تمام کام سکھا دیئے، پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے کر کے فرمایا کہ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو مجھے ان سب چیزوں کے نام بتاؤ۔

ان آیات سے یہ بھی واضح ہوا کہ علم انسان کے خمیر ہی میں ڈال دیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے اسے وہ صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں، جن کے بل پر اس کو دائمی فضیلت اور دوسری تمام؟ پر اس کی حاکمیت قائم ہوسکتی ہے۔9

اسلام نے علم کو بہت بلند درجہ عطا کیا ہے، قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر فرمایا:

شھداللّٰہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ و اولوا العلم قائماً بالقسط ٥ 10

اللہ تعالیٰ نے اس کی گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور فرشتوں نے بھی اور اہلِ علم نے بھی اور اللہ تعالیٰ معبود بھی اس شان کا ہے کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والا ہے۔

امام غزالیؒ یہاں اہلِ علم کو فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ لانے کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہتے ہیں فانظر کیف بداء سبحانہ و تعالیٰ: بنفسہ و ثنی بالملائکۃ وثلث باھل العلم و ناھیک بھذا شر فا و فضلا و جلاء و نبلا ۔11

دیکھیے اللہ تعالیٰ نے کیسے اپنی ذات سے کلام کا آغاز فرمایا، پھر فرشتوں کا ذکر کیا، اور تیسرے مرتبے میں اہلِ علم کا ذکر کیا اور شرف وفضل اور بزرگی واصالت کے لیے اتنا کافی ہے۔

ذیل میں چند عنوانات کے تحت اسلام کی نظر میں تعلیم کی اہمیت و مقام کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

تعلیم خود مقصود ہے

اسلام کی نظر میں تعلیم خود مقصود ہے، اسلام وہ واحد مذہب ہے، جو تعلیم کو وسیلہ اور سبب نہیں خود مقصد و مقصود قرار دیتا ہے، اور اس کے حصول کو ایک دینی فرض کے طور پر مسلمانوں پر لازم کرتا ہے، مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔[۱۲]

''دنیا نے علم کو ہمیشہ وسیلہ سمجھا، مگر مسلمانوں کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے علم کو کبھی وسیلہ نہیں سمجھا، بلکہ مقصد سمجھا، علم دین وسیلہ نہیں بلکہ مقصد ہے اس کو کسی وسیلے کے لیے حاصل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس لیے حاصل کیا جاتا ہے کہ اس کا حصول فرض ہے، مسلمانوں نے کبھی بھی علم کو اس لیے حاصل نہیں کیا کہ اس کے ذریعے سے معیشت حاصل کریں گے، یا کسی سرکاری منصب پر فائز ہوں گے مسلمانوں نے ذریعہ معیشت کسی اور چیز کو بنایا، اور علم کو صرف علم کے لیے سیکھا، اور اسی کو اپنا مقصد بنایا۔[۱۳]

تعلیم، بنیادی ضرورت

اسلام پہلا مذہب اور تمدن (Culture) ہے، جس نے تعلیم کو ہر انسان کی بنیادی ضرورت قرار دیا ہے، جبکہ اس سے قبل یہ تصور موجود نہ تھا، بلکہ ہر معاشرہ اور قبیلہ صرف اپنے اعلیٰ طبقے کی تعلیم پر قانع تھا، اور وہ قبیلے کے سرداراور امراء وغیر(Upper Class) اور مذہبی پیشواؤں(Priestly class) کی تعلیم وتربیت کو ضروری قرار دیتا اور اس کا اہتمام کرتا تھا، عام افراد اس تعلیمی نظام سے خارج سمجھے جاتے تھے، انھیں طبقۂ اشرافیہ کی طرح تعلیم حاصل کرنے کا حق نہ تھا۔[۱۴] یہاں تک کہ یونان اور چین کے ہاں بھی جنھوں نے علم و تمدن کے میدان میں نمایاں بلکہ غیر معمولی ترقی کی تمام انسانوں کی تعلیم کا کوئی تصور نہ تھا، بلکہ وہ اہلِ علم کے ایک خاص طبقے کی تعلیم کے محرک اور داعی تھے، افلاطون بھی فلاسفہ اور اہلِ نظر کے ایک مخصوص طبقے ہی کو اس امتیاز سے نوازتا ہے۔[۱۵] اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے، جس نے سب سے پہلے بلا تفریق طبقات وقبائل و بلا تخصیص مرد وزن سب کے لیے بلا امتیاز و بلا اختصاص اس تعلیم کا آوازہ بلند کیا، اور نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طلب العلم فریضه علی کل مسلم .

علم کا حصول ہر مسلمان ہر فرض ہے۔[۱۶]

یعنی تعلیم ہر چھوٹے بڑے، امیر غریب، مرد عورت اور کالے گورے ہر ایک پر فرض ہے، اس باب میں کسی طبقہ فکر کی نہ تو تخصیص ہے نہ امتیاز ہے۔

تعلیم فرض ہے

جیسا کہ تحریر ہوا، تعلیم چوں کہ ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اسی لیے ہر ایک پر اس کا حصول فرض ہے، قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔

واذ اخذاللّٰہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتُبیننہ للناس ولا تکتمونہ ۔ ١٧

اور وہ وقت یاد کرو، جب اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ اس (کتاب) کا مطلب لوگوں سے ضرور بیان کرنا اور چھپانا مت۔

ان آیات میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے ذریعے اہلِ کتاب کے علما سے یہ عہد لیا تھا کہ جو احکام اور شہادتیں کتاب اللہ میں ہیں، ان کو صاف صاف، کسی قسم کی کمی بیشی کے بغیر لوگوں تک پہنچائیں گے، اور ان کی اشاعت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے، یہاں مسلمان اہلِ علم کو بھی تنبیہ ہے کہ علوم دینی کے فروغ میں (جو ان پر فرض ہے) کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں، نہ انھیں چھپائیں۔ ١٨ اسی طرح حدیث میں علم کے حصول کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ ١٩ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو اچھا ادب (سکھانے) سے بہتر عطیہ (تحفہ) نہیں دے سکتا۔ ٢٠ یہ اس لیے ہے کہ تعلیم اسلام کی نظر میں فرض ہے، اور اس فرض کی ادائیگی کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا جائے گا، اور اس کا پہلا قدم گھر سے والدین کی نگرانی میں بچپن ہی میں اٹھایا جائے گا، امام قرطبی فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ قرآن جانے اور دینی مسائل سمجھے۔ ٢١ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم سیکھو اور اسے لوگوں تک پہنچاؤ۔ ٢٢

تعلیم، انسانی ترقی کا ذریعہ:

قرآن کے بقول تعلیم انسانی ترقی کا ذریعہ ہے، قرآن حکیم میں فرمایا گیا۔ انما یخشی اللّٰہ من عبادہ

العلماء ۲۳؎ عظمت وجلال ربانی سے متاثر ہونا اور اس کے اثر سے ہیبت ماننا خشیت کا مفہوم ہے، عظمت وجلال ربانی سے متاثر ہو کر اس کی بارگاہ میں جھکنا ایمان کی قوت کا اعلیٰ ثمرہ ہے، قرآن مجید کی مختلف آیات میں کہیں مغفرت اور اجر کریم کا کہیں ہدایت پانے اور ہدایت قبول کرنے کا اور کہیں رضائے الٰہی کے حاصل ہونے کا ذریعہ خشیت الٰہی کو قرار دیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہی بلند مراتب میں انسان کی بہبودی اور سعادت ابدی مضمر ہے ان سعادتوں کے مظہر ''خشیتِ الٰہی'' کو جب علم والوں کے ساتھ مخصوص فرما دیا گیا تو منطقی طور پر ساری انسانی سعادتیں علم کے دامن سے وابستہ ہو گئیں۔ ۲۴؎ قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

وما یستوی الاعمی والبصیر ○ ولا الظلمٰت ولا النور ○ ولا الظل ولا الحرور ○ ومایستوی الاحیاء ولا لاموات ۔ ۲۵؎

اور برابر نہیں اندھا و بینا، اور نہ ظلمتیں اور نور، اور نہ سایہ اور نور، اور برابر نہیں زندہ اور مردہ۔

معلوم ہوا کہ قرآن کی نظر میں علم بینائی ہے، روشنی ہے، سایہ اور حیات ہے، جبکہ اس کے مقابل جہالت اندھا پن ہے، تاریکی ہے، تپش ہے اور موت ہے۔ غالباً اس سے زیادہ مؤثر پیرائیہ بیان علم و جہل کے تقابل کا ہو ہی نہیں سکتا۔ ۲۶؎

تعلیم، رفع درجات کا سبب

تعلیم رفع درجات کا سبب بھی ہے، انسان کا جب اہلِ علم میں شمار ہوتا ہے، وہ علم سے بہرہ ور ہو کر اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے (اپنے ظرف اور اس کی توفیق کے بقدر) متصف ہوتا ہے۔ تو اس کے درجات بڑھا دیئے جاتے ہیں، اس کا مرتبہ بلند کر دیا جاتا ہے، قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

یرفع اللّٰہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجاتِ واللہ بما تعملون خبیر ○ ۲۷؎

اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے اور جن کو علم دیا گیا ان کے درجات بلند کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

اس آیت میں انسان کی ترقی مدارج کے دو ذریعے بیان فرمائے ہیں (۱) ایمان اور (۲) علم، معلوم ہوا کہ ایمان اور علم دونوں دوش بہ دوش مل کر انسان کو ترقی کی منازل طے کراتے ہیں۔ ۲۸

تعلیم کی اہمیت، احادیث کی روشنی میں

تعلیم کی اہمیت کو احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایک جہانِ معنی اور ایک گنجینۂ علم وحکمت سے انسان آشنا ہوتا ہے، احادیث میں تعلیم کو انسان کی اولین ضرورت اور اس کا حصول بڑی فضیلت کا باعث قرار دیا گیا ہے، چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ تعلیم دینے والے یعنی معلم اور استاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''خیر کی تعلیم دینے والے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ، فرشتے، اہلِ آسمان، اہلِ زمین حتیٰ کہ چونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں دعائے خیر کرتی ہیں۔'' ۲۹

۲۔ طالب علم کو یہ بشارت سنائی کہ ''فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔'' ۳۰

۳۔ ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم کو چاند سے تشبیہ دی فرمایا ''عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت، علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔'' ۳۱

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب علم میں سرگرداں افراد کو جنت کی بشارت سنائی، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ''جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔'' ۳۲

۵۔ اور طالب علم کو ایک یہ بشارت سنائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے، جب تک لوٹ نہ آئے۔'' ۳۳

۶۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب علم کو بھوک سے تعبیر فرمایا، فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا طالب علم ہے، اور سب سے زیادہ پیٹ بھرا وہ ہے جسے علم کی طلب نہیں ہو۔'' ۳۴
(یعنی اصل بھوک علم کی بھوک ہے)

۷۔ ہر طرح کا حامل یا عالم ہے یا طالب علم، ابن مسعود سے منقول ہے، فرمایا ''یا تو عالم بن یا طالب علم، اس

کے علاوہ بھلائی کی کوئی صورت نہیں۔"۳۵

۸۔ ایک روایت میں عالم کو عابد پر فضیلت دیتے ہوئے فرمایا: "دین کی سمجھ رکھنے والا شخص شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔"۳۶

۹۔ اور ایک مقام پر فرمایا کہ "عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی کمتر شخص پر ہے۔"۳۷

۱۰۔ طالب علم کے رزق کی ذمے داری اللہ تعالیٰ کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص علم طلب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل بن جاتا ہے۔"۳۸

۱۱۔ حصولِ علم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارۂ گناہ قرار دیا، فرمایا: "جو شخص علم حاصل کرتا ہے، اس کا یہ عمل اس کے (عمل) ماضی کا کفارہ بن جاتی ہے۔"۳۹

۱۲۔ عالم کی موت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک بہت بڑا سانحہ قرار دیا، فرمایا "عالم کی موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے۔ جس کو بند نہیں کیا جاسکتا، خواہ لیل ونہار کتنے ہی بدل جائیں۔۴۰

۱۳۔ راہِ علم میں محرومی بھی باعث ثواب ہے، مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو حصے ثواب لکھے گا، اور جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل نہ کر سکا تو اس کے لیے ایک حصہ ثواب ہوگا۔۴۱

یہ چند احادیث کا انتخاب پیش کیا گیا ورنہ تو صرف اسی موضوع پر احادیث کی بڑی بڑی کتب موجود ہیں جن سے اسلام میں علم وتحصیل علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے،۴۲ اس عنوان پر گفتگو کا اختتام ابن شہاب زہری کے اس قول پر کرتے ہیں "امام مالک ان سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر کوئی شخص دین کے معاملے میں مجھ سے مشورہ کرے اور میں غور وفکر کے بعد اسے راہِ حق بتادوں تا کہ اس کے دین کی اصلاح ہو جائے تو میرے نزدیک یہ ایک سو غزوات میں شرکت سے بہتر ہے۔"۴۳

لازمی اور جبری تعلیم

اسلام میں تعلیم لازمی ہے تعلیم کی ہمہ جہت اہمیت کے پیشِ نظر اختیاری تعلیم کا اسلام کے ہاں کوئی تصور

نہیں، تعلیم ہر ایک کے لیے ہے اور لازمی ہے خواندگی ایسی چیز نہیں ہے جسے عوام کی مرضی پر چھوڑا جا سکے کیوں کہ ناخواندہ افراد تو علم رکھتے ہی نہیں، ان سے یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ سب علم کی اہمیت کا ادراک رکھتے ہوں گے یہ فریضہ تو حکومت کا ہے کہ وہ ان کے سامنے تعلیم کی اہمیت اجاگر کرے اور انھیں حصول علم پر آمادہ کرے، خصوصاً کسی اسلامی معاشرے میں ناخواندہ افراد قطعاً قابل قبول نہیں ہو سکتے۔[۴۴] اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''علم کا حصول ہر ایک پر فرض ہے۔[۴۵] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہر نومسلم پر مختلف علوم کا جاننا ضروری تھا، جس کے لیے مختلف افراد اور تعلیمی ادارے سرگرم تھے،[۴۶] اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص طور پر خانہ بدوش بدوؤں کے لیے قرآن مجید کی جبری تعلیم کا نظام قائم کیا تھا، اور اس کے لیے گشتی ٹیمیں مقرر کی تھیں۔[۴۷] نیز ایسے گشتی تعلیمی دستے مقرر تھے جو لوگوں کی تعلیمی صلاحیت کا جائزہ لیتے تھے اور ضرورت کے مطابق ایسے افراد کو اساتذہ کے سپرد کرتے تھے۔[۴۸]

مفت تعلیم

اسلام مفت تعلیم کا قائل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تعلیم مفت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مسلمان عالم پر یہ ذمے داری عائد کی ہے کہ وہ دوسروں تک علم پہنچائے۔[۴۹] اس لیے کتمانِ علم پر شدید وعید بیان فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس سے علم کے متعلق کوئی سوال ہوا اور اس نے اُسے چھپایا تو اللہ تعالیٰ اُسے روز قیامت آگ کی لگام پہنائے گا۔[۵۰] بعد کے دور میں بھی تعلیم مفت رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں نومسلموں کی تعلیم وتربیت کے لیے مختلف مکاتب قائم کیے جن کے معلمین کی تنخواہیں بیت المال سے ادا کی جاتی تھیں، اس دور میں سرکاری انتظام میں قرآن کریم کے علاوہ احادیث، سیرت وغزوات، فقہ، ادب، عربی، علم الانساب اور کتابت وغیرہ کی تعلیم مفت ہوتی تھی اور قرآن کریم کی تعلیم پانے والے طلباء کے لیے وظائف کا بھی انتظام تھا۔[۵۱] حکومتی اہتمام کے علاوہ نجی طور پر اساتذہ بھی تنخواہ لینے سے گریز کرتے تھے اور عام طور پر معاوضے قبول نہیں کرتے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یزید بن ابی مالک اور حارث بن ابی محمد اشعری کو گشتی معلم مقرر کر کے ان کی تنخواہ مقرر کر دی، یزید نے تنخواہ قبول کر لی، حارث نے نہ لی، حضرت عمر نے فرمایا کہ یزید نے جو کچھ کیا اس میں کوئی خرابی نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ حارث جیسے افراد کثرت سے پیدا کرے۔[۵۲]

بچوں کی تعلیم

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں، ان کی تعلیم کا انتظام کرنا درحقیقت خود اپنے مستقبل کو سنوارنا ہے۔ حضرت عمرو بن زبیر کا قول ہے ''تم علم حاصل کرو، اگر تم قوم میں سب سے چھوٹے ہو تو کل دوسرے لوگوں میں (علم کی وجہ سے) تم بزرگ بن جاؤ گے۔'' ۵۳ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بھی تلقین فرمائی ہے، نیز بچپن میں حافظہ قوی ہوتا ہے، اسی لیے حضرت حسن بصری کا قول ہے ''بچپن میں تعلیم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش اور بڑھاپے میں تعلیم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے نقش بر آب۔ ۵۴ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کو بچوں کی تعلیم کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا، کوئی والد اپنے بچے کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے ۵۵ اور فرمایا آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ ۵۶

معذوروں کی تعلیم

اسلام کی نظر میں کسی تعلیم کی کمی یا کمزوری اس کے فرائض کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی، ہاں کسی پر بھی اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، تعلیم کے معاملے میں بھی اسلام کا یہ اختصاص و امتیاز ہے کہ اس نے جسمانی کمزوریوں کو حسن عمل و جہد مسلسل کی دولت سے چھپا دیا اور معذوروں سے وہ کارہائے نمایاں لیے کہ صحت مند افراد رشک کر اٹھے، اس کی سب سے اہم مثال حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی ہے، جنھیں یہ فخر وشرف حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اپنی غیر موجودگی میں مدینہ منورہ جیسی اسلامی ریاست کے لیے اپنا قائم مقام مقرر کیا، اور انھیں یہ شرف دس بار حاصل ہوسکتا ہے؟ اسلام میں معذوروں کی قدر و منزلت کا یہ سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا، جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہر دور میں اور ہر فن میں بڑے بڑے جلیل القدر علما نابینا گزرے ہیں۔ ۵۸ آج بھی معذوروں اور کئی وجہ سے عام جسمانی صلاحیتوں کا شکار یا محروم افراد کی تعلیم کا خاص اہتمام ناگزیر ہے۔

خواتین کی تعلیم

خواتین کے لیے ایسا انتظام ضروری ہے کہ جس کے تحت وہ اپنی بنیادی ضروریات کی تعلیم خواہ وہ دینی

ہو یا دنیاوی، بسہولت حاصل کرسکیں، اور راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اورخواتین کی تعلیم کا سلسلہ خالص اسلامی ماحول میں اسلامی تعلیمات کی ادنیٰ مخالفت اوران سے معمولی روگردانی کے بغیر بھی جاری رہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھی مقاصد کے پیشِ نظر خواتین کی تعلیم کے لیے علیحدہ دن اور علیحدہ مقام متعین فرمادیا تھا۔ ۵۹ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس سلسلے کو مزید وسعت ہوئی اور خواتین کے با قاعدہ الگ مدرسے قائم ہوئے۔ ۶۰ ان کے دور میں خواتین کی بھی جبری تعلیم رائج ہوگئی تھی۔ ۶۱

آج بھی اس سلسلے میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے، مختلف حلقوں کی جانب سے ہمارے ہاں خواتین کی علیحدہ یونیورسٹی کا مسئلہ اٹھتا رہتا ہے، یہ مطالبہ اپنی جگہ درست ہونے کے باوجود بھی نامکمل ہے، اس مطالبے کا اصل جواز اسلام میں مخلوط تعلیم کی ممانعت ہے، یہ امر اس کا متقاضی ہے کہ صرف جامعات کی سطح پرنہیں بلکہ پرائمری کے بعد ہر درجہ اور مرحلے میں طلبا کے ادارے الگ اور طالبات کے ادارے الگ ہونے چاہیں۔ جن میں صرف طلباء و طالبات ہی الگ الگ نہ ہوں، اساتذہ بھی علی الترتیب مرد اور خواتین ہوں، اور یہ مطالبہ کوئی نئی چیز نہیں، پاکستان کے پہلے وزیراعظم شہید ملت لیاقت علی خان نے ایک موقع پر اس مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا ''ان واہی باتوں کو مسلمان سننا بھی گوارانہیں کرتے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترکہ تعلیم ہو آج تک مشترکہ تعلیم کا کوئی ایسا فائدہ کسی نے بیان نہیں کیا ہے جو دلنشین ہو ممکن ہے کہ مسلمانوں میں بعض افراد ایسے ہوں جو مخلوط تعلیم کے مؤید ہوں مگر مسلمانوں کی ساری قوم اس کے خلاف ہے۔'' ۶۲

تعلیم بالغاں

تعلیم بالغاں کی اہمیت مسلم ہے۔ بڑی عمر کے بہت سے افراد محض اس سبب سے حصولِ علوم سے رہ جاتے ہیں کہ بچپن میں کسی مجبوری، عدم توجہی یا عدم مسائل کے سبب وہ تعلیم حاصل نہ کرسکے، اسلام تعلیم کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام میں ایسے صحابہ بڑی تعداد میں نظر آتے ہیں جنھوں نے نہ صرف بڑی عمر میں تحصیل علم کیا بلکہ مرتبہ کمال کو پہنچے، یہ سلسلہ بعد کے زمانے میں بھی جاری رہا، بلکہ قرآن کریم کو بڑی عمر میں حفظ کرنے کا سلسلہ تو آج بھی جاری ہے، اور یہ قرآن کریم کی برکت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے ''تم لوگ سردار بنائے جانے سے قبل علم حاصل کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے تو بڑی عمر میں علم

حاصل کیا ہے۔٦٣ اس لیے ہمارے ہاں بھی تعلیم بالغاں کے حلقے قائم ہونے چاہیں جہاں بڑی عمر کے ناخواندہ افراد دینی معلومات اور دنیاوی ضروریات کا علم اپنی ضرورت کے مطابق بہ سہولت حاصل کر سکیں۔

غیر مسلموں کی تعلیم

ایک اسلامی ریاست میں اسلامی نظامِ تعلیم کی موجودگی میں کسی غیر مسلم کو یہ اندیشہ لامحالہ ہوسکتا ہے کہ اس کی تعلیمی ضروریات کا کون کفیل ہوگا؟ لیکن یہ اندیشہ بے جا ہے۔ایک تعلیمی نظام کیا اسلامی ریاست کے تو تمام امور ہی اسلامی نظام کے تحت چلتے ہیں، مگر خود یہ نظام تمام غیر مسلموں کو ان کے مذہبی و تعلیمی معاملات میں مکمل آزادی دیتا ہے، اور اس کی ضمانت خود آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پہلے معاہدے میثاق مدینہ میں غیر مسلموں کو دی ہے،٦٤ اس لیے اسلامی نظام میں ان کے حقوق اور تعلیمی ضرورتوں کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

تخصصات:

عام تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم اور خاص موضوعات پر تخصصات(Specialization) کی اہمیت بھی مسلم ہے۔خود قرآن حکیم نے اس کی اہمیت کی جانب توجہ دلائی ہے،مثلاً فرمایا''**فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین**'' ٦٥ سو کیوں نہ نکلیں ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ تاکہ دین کی سمجھ پیدا کریں، اس آیت میں تخصصین فی المفقہ کی اہمیت بیان ہوئی ہے اور ایک مقام پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کے لیے متخصصین کی تیاری کی تاکید ہے،فرمایا **ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر** ٦٦ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے۔نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے۔

اور عہدِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیرِ تربیت بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے مختلف مضامین میں تخصص و امتیاز حاصل کر لیا تھا، جن میں سے بعض خوش نصیب ایسے تھے جنھیں اس اختصاص کی سند خود زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملی، مثال کے طور پر حضرت ابی بن کعب کو

قرأت وتجوید میں اختصاص حاصل تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔٦٧ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قضات میں امتیاز حاصل تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہمارے سب سے بڑے قاضی حضرت علیؓ اور سب سے بڑے قاری ابی ہیں۔٦٨ اسی طرح علوم قرآنی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امتیاز کے حامل تھے، عکرمہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس صحابہ میں سب سے زیادہ علم قرآن رکھتے تھے۔٦٩ اور علم تفسیر فقہ میں ابن مسعودؓ کو شہرت ملی، خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ انھیں سند عطا کی کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو۔٧٠ علم الفرائض میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے کہ ''میری امت میں علم فرائض سب سے زیادہ زید بن ثابت جانتا ہے۔٧١ اور حلال وحرام کے علم میں معاذ بن جبلؓ درجہ امتیاز کے حامل تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا شخص معاذ بن جبل ہے۔٧٢ عصر حاضر میں بھی ہمیں ان خصوصیات کو زندہ رکھتے ہوئے آج کی ضرورت کے مطابق مختلف علوم وفنون کے ماہر تیار کرنا ہوں گے۔

ذریعۂ تعلیم

ایک اہم معاملہ ذریعۂ تعلیم کا ہے، اور یہ بات طے ہے کہ ذریعۂ تعلیم وہی زبان بن سکتی ہے، جس پر بچہ جلد عبور حاصل کرسکتا ہو، اس پر بھی صرف مضمون کا بوجھ پڑے، اور یہ اس کی مادری یا قومی زبان ہی ہوسکتی ہے، اور موجودہ دور کے ماہرین بھی اس پر متفق ہو رہے ہیں کہ سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ تدریس طالب علم کی اپنی مادری زبان کے علاوہ کوئی اور زبان نہیں ہوسکتی ٧٣ ہمارے ہاں یہ شرف اردو زبان کو حاصل ہے، ہم گزشتہ ۵۵ برسوں میں لاتعداد تجربے کر کے دیکھ چکے ہیں مگر بانی پاکستان قائداعظم کے اعلان اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے باوجود آج تک اردو کو ذریعۂ تعلیم اور دفتری زبان قرار نہیں دیا جاسکتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہر قوم وقبیلے سے اس کے مخصوص لب ولہجے میں گفتگو فرماتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا فرمان مبارک ہے کہ ''ہم نبیوں کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے ہم لوگوں سے ان کی فہم ودانش کے مطابق گفتگو کریں۔٧٤ اور ظاہر ہے کہ اس میں زبان بھی شامل ہے کیوں کہ انسان اپنی مادری زبان پر جو عبور رکھتا ہے وہ کسی دوسری زبان پر نہیں رکھتا۔

کھیل

انسانی صحت کے لیے کھیل ضروری ہیں اور تعلیم کے لیے صحت اہم ہے، اس لیے اسلام میں صحت کی بھی اہمیت ہے، اور کھیلوں کی بھی اجازت دی گئی ہے، لیکن بقدرِ ضرورت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **اعط الوقت حقه من اللهو المباح بقدر ما يعطى الطعام من الملح.** ۵ے ''جائز کھیلوں کو اتنا وقت دو جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے۔''

اس حکمت بھرے قول میں اس حقیقت کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ جیسا کہ کھانے کی لذت نمک پر منحصر ہے اس طرح زندگی میں کھیل بھی ضروری ہیں لیکن جیسا کہ نمک کی زیادتی اچھے خاصے عمدہ کھانے کے لطف اور مزے کو ختم کر دینے کے لیے کافی ہے، اسی طرح کھیل کا تناسب بھی زندگی میں قدرِ ضرورت سے بڑھنا نہیں چاہیے، اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام غزالی فرماتے ہیں کہ بچے کی تعلیم گاہ سے واپسی پر تھوڑے بہت کھیل کی اجازت ہونی چاہیے، تاکہ وہ پڑھائی کی تھکاوٹ کو دور کر سکے، لیکن یہ کھیل اتنا نہ ہو کہ بچہ کھیل ہی کھیل میں تھک جائے۔۲ے

اوپر بیان ہونے والے نکات کی روشنی میں اسلامی نظامِ تعلیم کے بنیادی خدوخال واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتے ہیں، ان میں کسی قسم کی تفریق نہیں، ان نکات کا ہمارے پیشِ نظر رہنا جس طرح دینی تعلیم کے لیے ضروری ہے، اسی طرح دنیاوی تعلیم کے لیے بھی ان پر غور و فکر کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا نہایت ضروری ہے، نظام تعلیم خواہ کیسا ہی تیار کیا جائے، اگر اس کی تشکیل میں ان نکات کو پیشِ نظر نہیں رکھا جائے گا تو اسے اسلامی ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، قم، نشر ادب الحوزہ، ۱۴۰۵ھ، ج ۱۲، ص ۴۱۶

۲۔ پروفیسر سید محمد سلیم، مغربی تعلیم کی مخالفت کیوں؟ ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور ۱۹۹۱ ، ص ۲۸

۳۔ Baba-e-urdu the students standard english urdu dictionary,Anjuman Taraqqi-e-urdu Karachi. 710,p.362

۴۔ ایضاً

۵۔ Shipley, josept,t, Dictionary of work origins ames. lows, p.114

۶۔ Webster enyclopedia of dictionarlies new american edeiton vol.1,p121

۷۔ John Milton, reqagitica and other prose works every man's stidray, p.46

۸۔ القرآن، سورۂ بقرہ، آیت ۳۰، ۳۱

۹۔ سید عزیز الرحمٰن، تعمیر شخصیت و فلاح انسانیت، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی ۹۶، ص ۱۷، ۱۸

۱۰۔ القرآن، سورۂ آل عمران، آیت ۱۸

۱۱۔ امام غزالی، احیاء علوم الدین، مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۳۹ء، جلد ۱، ص ۱۱

۱۲۔ مولانا ابوالکلام آزاد، خطاب، طلباء دیوبند ۱۹۵۵ء

۱۳۔ ڈاکٹر شیر بہادر خان، مولانا ابوالکلام آزاد، لاہور، ادارہ اسلامیات ص ۷۶

۱۴۔ Encyclopedia of Britanica 1984 6\317.318

۱۵۔ پروفیسر خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ص ۴۲۰

۱۶۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قروینی، السنن، بیروت، دارالمعرفہ، ۹۸ء، ج ۱، ص ۹۷، رقم ۲۲۴

☆ ہیثمی، نورالدین علی بن ابوبکر، مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۳۳۲، رقم ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴

☆ طبرانی، المعجم الکبیر، رقم ۱۰۴۳۹

۱۷۔ القرآن، سورۂ آل عمران، آیت ۱۸۷

۱۸۔ ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل، تفسیر القرآن، مصر، العظیم، عیسیٰ البابی الحلبی، ج ۱، ص ۴۳۶

☆ قاضی ثناءاللہ عثمانی پانی پتی، تفسیر مظہری، دکن، حیدرآباد، مجلس اشاعت العلوم، ج ۲، ص ۱۹۴

۱۹۔ ابن ماجہ، محولہ بالا، ج ۱، ص ۹۷، رقم ۲۲۴

۲۰۔ طبرانی، المعجم الکبیر، رقم ۱۰۴۳۹

۲۱۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، بیروت، دارالمعرفہ۔ ج ۳۔ ص ۱۲

۲۲۔ امام دارمی، سنن دارمی، بیروت، دارالمعرفہ، ج ۱، ص ۸۴، رقم ۲۲۱

☆ علی بن عمر، الدارقطنی، دارالسنن، مدینہ منورہ، ص ۸۲

۲۳۔ القرآن، سورۂ فاطر، آیت ۲۸

۲۴۔ مولانا محمد حبیب الرحمٰن شیروانی، مسلمانوں کی قدیم تعلیم کا نصب العین، مشمولہ سہ ماہی رسالہ اسلام اور عصر جدید، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، انڈیا، ج ۳۲، ص مئی ۴ ر اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص ۸، ۹، بہ تصرف قلیل

۲۵۔ القرآن، سورۃ فاطر، آیات ۱۹ تا ۲۲

۲۶۔ نصف اسلام اور عصرِ جدید، محولہ بالا، ص ۸، ۹ بہ تصرف قلیل

۲۷۔ القرآن، سورۂ مجادلہ، آیت ۱۱

۲۸۔ نصف اسلام اور عصر جدید، محولہ بالا، ص ۸

۲۹۔ ترمذی، محولہ بالا، ج ۴، ص ۳۱۳

۳۰۔ ترمذی، محولہ بالا، ص ۳۱۲، رقم ۲۶۹۱

☆ ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، ج ۳، ص ۳۱۳، رقم ۲۶۴۱

☆ ابن ماجہ، محولہ بالا ج ۱، ۹۶، رقم ۲۲۳

۳۱۔ ترمذی، محولہ بالا، ص ۳۱۲، ج ۱

☆ ابوداؤد، محولہ بالا، ص ۳۱۳، ج ۱

☆ ابوداؤد، محولہ بالا، ص ۹۷، ج ۱

۳۲۔ ترمذی، محولہ بالا، ج ۴، ص ۲۹۴، رقم ۲۶۵۵

☆ حاکم، ابوعبداللہ محمد بن نیسا پوری، المستدرک، بیروت، دار الکتب العلنیمیہ ۹۰ء، ج ۱، ص ۱۶۵

۳۳۔ ترمذی، محولہ بالا، ص ۲۶۵، رقم ۲۶۵۶

۳۴۔ علی متقی الہندی، کنز العمال، بیروت، احیاء التراث اسلامی، رقم ۲۸۶۸۴

۳۵۔ دارمی، محولہ بالا، ص ۱۰۹، رقم ۳۳۷

۳۶۔ ابن ماجہ، محولہ بالا، ج ۱، ص ۹۶، رقم ۲۲۲

۳۷۔ ابن ماجہ، محولہ بالا، ص ۱۳۱۳، رقم ۲۶۹۴

☆ دارمی، محولہ بالا، ص ۱۰۰، رقم ۲۸۹

۳۸۔ کنز العمال، محولہ بالا، رقم ۲۸۷۰۱

۳۹۔ ترمذی، محولہ بالا، ص ۲۹۵، رقم ۲۶۵۷

۴۰۔ مجمع الزوائد، محولہ بالا، ج ۱، ص ۳۷۴، رقم ۹۸۴، دارمی، ج ۱، ص ۱۰۶، رقم ۳۲۴

۴۱۔ مجمع الزوائد، محولہ بالا، ج ۱، ۳۳۰، رقم ۵۰۲

☆ کنز العمال، محولہ بالا، رقم ۲۸۸۳۸

۴۲۔ ملاحظہ کیجیے، مولانا محمد شہاب الدین ندوی، اسلام میں علم کا مقام و مرتبہ، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۹۴ء

۴۳۔ مولانا عبدالقیوم حقانی، سراغ زندگی، نوشہرہ، القاسم اکیڈمی، ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۰

۴۴۔ سید عزیز الرحمٰن، استحکام پاکستان، سیرت طیبہ کی روشنی میں، کراچی، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۲۴

۴۵۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم، ملاحظہ کیجیے حوالہ نمبر ۳۵

۴۶۔ ملاحظہ کیجیے، مولانا قاضی اطہر مبارک پوری، خیر القرون کی درس گاہیں، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۱ء، محمد یاسین شیخ، عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلیمی نظام، کراچی، غضنفر اکیڈمی، ۱۹۸۹ء

☆ پروفیسر رب نواز، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمی جدوجہد، لاہور، ادارہ تعلیمی تحقیق، ۲۰۰۱ء، مولانا عبدالمعبود، عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نظامِ تعلیم، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۱ء

☆ پروفیسر سید محمد سلیم، اسلام کا نظامِ تعلیم، لاہور، ادارہ تحقیق، ۹۳ء

۴۷۔ شبلی نعمانی الفاروق، ملتان، مکتبہ صدیقیہ، ۱۹۵۲ء، ص۴۴۲

۴۸۔ پروفیسر سید محمد سلیم، اسلام کا نظامِ تعلیم، محولہ بالا، ص ۸۶

۴۹۔ احمد، ابوعبداللہ بن احمد بن حنبل، المسند، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۹۳، ج ۲، ص ۳۴۱، رقم ۶۵۰

☆ ترمذی، محولہ بالا، ج ۴، ص ۳۰۵، رقم ۲۶۷۸، بخاری فی احادیث الانبیاء، باب ماذکرعن بنی اسرائیل

۵۰۔ مسند احمد، محولہ بالا، ج ۲، ص ۵۱۷، رقم ۷۵۱۷

☆ مجمع الزوائد، محولہ بالا، ج ۱، ص ۴۰۱، رقم ۷۴۱

☆ طبرانی، مجم الکبیر، محولہ بالا، رقم ۱۱۳۱۰

۵۱۔ الفاروق، محولہ بالا، ص ۴۴۲، ۴۵۰

۵۲۔ مجلّہ تعلیم، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹیڈیز، اسلام آباد، شمارہ ۷، پاکستان میں تعلیم اور نجی شعبہ، مضمون: پروفیسر سید محمد سلیم، تعلیم فی سبیل اللہ کا احیاء، ص ۸۸

۵۳۔ ابن قتیبہ، عیون الاخیار، بیروت، دارالفکر، ج ۲، ص ۱۲۳

۵۴۔ ابن قتیبہ، عیون الاخیار، محولہ بالا، ص ۱۶۴

۵۵۔ بیہقی، شعیب الایمان، محولہ بالا، ج ۲، ص ۲۵۶،

☆ ترمذی، محولہ بالا، ج ۳، ص ۳۸۳، رقم ۱۹۵۹

۵۶۔ ترمذی، محولہ بالا، رقم ۱۹۵۸ء

۵۷۔ یہ واقعات ذیل کے غزوات واسفار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ سے غیر موجودگی میں پیش آئے۔ ملاحظہ کیجیے، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۹۷ء، ج ۲

۱۔ غزوہ قرقرۃ الکدر، ص ۲۳، ۲۔ غزوہ بنی سلیم، ص ۲۷ آف، ۳۔ غزوۂ احد، ص ۲۹، ۴۔ غزوہ بنی نضیر، ص ۴۴، ۵۔ غزوۂ احزاب، ۵۱، ۶۔ غزوۂ بنی قریظہ، ص ۵۷، ۷۔ غزوۂ بنی لحیان، ص ۶۰، ۸۔ غزوۂ الغابہ، ص ۶۲، ۹۔ صلح حدیبیہ، ص ۷۳، ۱۰۔ فتح مکہ، ص ۱۰۲، اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو غزوۂ بدر میں صرف نمازوں کی امامت کے لیے اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔ دیکھئے، طبقات، ص ۸۔ ج ۲

۵۸۔ دیکھیئے: مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی، نابینا، علماء، کراچی مجلس نشریات اسلام
۵۹۔ بخاری، محولہ بالا، کتاب العلم وکتاب الاعتصام بالسنتہ، باب تعلیم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتہ من الرجال والنساء، ج ا
۶۰۔ اسلام کا نظامِ تعلیم، محولہ بالا، ص ۹۰
۶۱۔ اسلام کا نظامِ تعلیم، محولہ بالا، ص ۹۰
۶۲۔ شہیدِ ملت لیاقت علی خاں، ص ۶۳
۶۳۔ بخاری، محولہ بالا، کتاب العلم
۶۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، الوثائق السیاسیہ، بیروت، دار النفائس، ۸۵، ص ۵۹
۶۵۔ القرآن، سورۂ توبہ، آیت ۱۲۲
۶۶۔ القرآن، سورۂ آل عمران، آیت ۱۰۴
۶۷۔ شمس الدین ابی عبد اللہ بن احمد، معرفتہ القرا الکبار، ج ا، ص ۲۹
۶۸۔ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، بیروت، دار المعرفتہ، ج ۷، ص ۳۳۷
۶۹۔ الصابونی محمد علی، التبیان فی علوم القرآن، بیروت، عالم المکتب، ۵۷ء ص ۶۸
۷۰۔ مسند احمد، محولہ بالا، ج ا، ص ۶۲۶، رقم ۳۵۵۸
۷۱۔ کنز العمال، محولہ بالا، رقم ۳۳۳۰۴
۷۲۔ دکتور امین مصری فجر الاسلام، مصر، الباب الحلبی، ج ۲، ص ۱۷۱
۷۳۔ محمد یاسین شیخ، عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تعلیمی نظام، ص ۱۷۶
۷۴۔ عہدِ نبوی کا تعلیمی نظام، محولہ بالا، ص ۱۷۱
۷۵۔ رب نواز، آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمی جدوجہد، ص ۳۱
۷۶۔ امام غزالی، احیاء علوم محولہ بالا، جلد ا، ص ۱۲